شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

برکات رمضان

خطبہ جمعۃ المبارک یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

خطبہ مسنونہ کے بعد :- وعن عبداللہ بن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس وکان اجود مایکون حین یلقاہ جبرئیل علیہ السلام وکان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن فلرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلۃ (اوکماقال)

خداوند تعالیٰ کی خاص نعمت :- محترم بھائیو ! ہم اور آپ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور یہ خداوندکریم کی ان عظیم نعمتوں میں سے جو اس امت پر ہیں، سب سے بڑی نعمت ہے کہ ہمیں حضور اقدسؐ کی امت میں پیدا فرمایا۔ حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا اور میں اپنی امت سمیت جنت میں داخل ہوؤں گا اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ جہاں آقا، سردار یا حاکم موجود ہو وہاں اس کا خادم خاص بھی خدمت کی خاطر ساتھ ہی رہتا ہے۔

نعمت کا تقاضا :- جب اللہ جل مجدہ نے ہم پر اتنی بڑی نعمت فرمائی تو چاہئیے کہ ہم اپنے آقائے نامدار اور روحانی والد سردار دوجہاں کے نقش قدم پر چلیں۔ ہر امت اپنے پیغمبر کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور روحانی رشتہ جسمانی رشتہ سے زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے، اس وجہ سے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ : "لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین"

جب تک تم میں سے ہر شخص کے نزدیک میں اس کے والد اس کی اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں تب تک وہ شخص مومن نہیں کہلاسکتا۔

صحیح اولاد وہی ہوتی ہے جو اپنے ماں باپ کی صحیح اتباع اور پیروی اختیار کرلے اور جو اپنے والدین کے نقش قدم پر نہ ہو لوگ اسے نااہل اور نالائق سمجھتے ہیں تو امتی وہی سچا امتی ہے جو حضور اقدسؐ کی سنت پر عمل درآمد کرتا ہو اور جو امتی ہونے کا دعوےٰ کرے مگر اپنے نبی کریمؐ کا اتباع نہ کرسکے وہ دعویٰ میں غلط ہے اور یہ دعویٰ اس کے لئے باعث تمسخر ہے۔

محترم بھائیو ! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس امت پر خداوندکریم کے خاص کرم کا

مہینہ ہے خداوند کریم نے اس امت پر حد سے زیادہ انعامات وکرامات کئے ہیں اور کر رہا ہے اس کی نعمتیں تو لاتعد ولاتحصیٰ ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں یہ ہماری روح ہماری زندگی ، ہمارا وجود یہ آنکھ ، ناک ، کان ، ہاتھ پاؤں دل ودماغ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ یہ زمین ، ہوا ، پانی ، غلہ ، پھل ، پھول جو کچھ بھی ہمارے لئے ضروری تھا سب اللہ جل شانہ نے زمین کے دسترخوان پر ہمارے لئے بچھا دیا ۔ پھر خاص طور پر انسان کو تو اشرف المخلوقات بنادیا ، اپنا خلیفہ بنادیا ، ساری مخلوق پر اسے اقتدار اور تسلط دیا تاکہ وہ اسمیں تصرف کرتا رہے ۔ یہ خاص انعام ہے ۔

سب سے بڑی نعمت اللہ کی ہمکلامی اور اس کلام کا مخاطب بننا ہے :- انسان پر سب سے بڑھ کر نعمت یہ ہے کہ خدا نے اسے اپنی ہمکلامی سے مشرف کیا اپنے کلام کا مخاطب بنایا اپنے کلام کے نزول کا اہل بنادیا ، اس کی افہام وتفہیم اور اس کی تلاوت کرنے سے نوازا ۔ ہر نعمت اس کی بے حد ہے مگر یہ نعمت کہ اللہ نے حضور نبی کریمؐ کو مبعوث فرماکر ان کے ذریعہ ہمیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا ، ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا ، اور ہمیں اس قابل کردیا کہ اس کی تلاوت کریں اسے سنیں اسکو سمجھیں اس پر عمل کریں اس پر غوروفکر کریں ۔ یہ خدا کی وہ خاص نعمت ہے جس کا جواب نہیں اور جسے خود اللہ نے بطور امتنان ذکر فرمایا ہے : "ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر" ۔ ہم نے اسے نازل کیا اور پھر اسے سمجھ اور نصیحت کے لئے آسان بھی بنادیا ۔ قرآن مجید خدا کا کلام نفسی ہے اور خدا کی ذات وصفات کا تحمل ادراک اور فہم ہمارے اذہان سے باہر کی چیز ہے تو اللہ نے اپنے کلام نفسی کو اس ــــ کلام لفظی کا شکل دیکر اسے آسان کردیا ۔

تلاوت قرآن صرف اس امت کی خصوصیت ہے :- حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور اسی وجہ سے جیسا کہ حدیث میں ہے ۔ فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں ، جب سورۃ فاتحہ ختم ہو تو آمین کہتے ہیں اور جہاں قرآن مجید پڑھاجائے ، وہاں ملائکہ جمع ہوکر عرش تک اوپر نیچے پرے لگادیتے ہیں اردگرد گھیرا ڈال دیتے ہیں ۔ "حفتھم الملائکۃ و غشیتھم الرحمۃ" کہ اس قرآن کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کے مورد سکیں اور اسے سن سکیں ۔ تو شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کی فضیلت ومنقبت صرف اس امت کو حاصل ہے ۔ اگلی امتوں کو بھی اللہ نے احکام سے نوازا مگر ان کو کتابیں دیں کلام نہیں دیا مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ شریف ملی جو لکھی ہوئی چیز تھی اس کو کلام نہیں کہہ سکتے ۔

کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق :- کتاب الگ چیز ہے اور کلام الگ جس پر متکلم تلفظ

کرے اور آواز وصوت پیدا ہو اگر کسی کو اپنی خیریت اور حالات لکھ دو، اس کو کتاب کہیں گے اور اگر ٹیلی فون پر بات چیت کردیا مشافہۃ کہ کانوں سے سن لے تو اس کو کلام کہیں گے۔ تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اس کے الفاظ معانی دونوں خدا کی طرف سے ہیں جسے اللہ جل جلالہ نے ہماری فہم اور تفہیم کا ذریعہ کا بنادیا اور تلاوت اس کی آسان بنادی۔

ماہ رمضان کی برکتیں :- تو اس مہینہ میں قرآن مجید اتارا گیا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اس مہینہ میں اللہ کی بے انتہا نعمتیں ہیں۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رمضان میں ایک نفل ستر نفل کے برابر ثواب رکھتا ہے، ایک تسبیح سبحان اللہ کے کہنے کا بھی ستر دفعہ سبحان اللہ کے برابر اجر ہے۔ ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ہے۔ ایک بڑی نعمت اس مہینہ میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔

برزخ والوں کو رمضان کا فائدہ :- اس کا بڑا فائدہ عالم برزخ والوں کو ہوتا ہے کہ جہنم کے شدائد میں کمی آجاتی ہے، جو لوگ قبر یا برزخ میں ہیں تو حدیث میں آتا ہے کہ دوزخیوں کو جہنم کا دروازہ کھولدیا جاتا ہے کہ اس کی بدبو، گرمی اور شدت پہنچتی رہے اور جو جنتی ہے ان کے لئے جنت کے دروازے قبر میں کھولدیئے جاتے ہیں اور وہاں کی روح وریحان خوشبو اور تازگی ان تک پہنچتی ہے۔ "القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران" قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ تو لوگ برے اعمال اور فسق وفجور کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ تو رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہوجانے کی وجہ سے ان کو کچھ چھٹی مل جاتی ہے اور قدرے فائدہ ہوجاتا ہے اور جنت کے حقداروں کو جنت کی خوشبو اور نعمتوں میں اور بھی اضافہ ہونے لگتا ہے۔

جہنم والوں کو رمضان کا فائدہ :- اس طرح اگر کوئی گنہگار رمضان ہی میں مرگیا تو جیسے کہ جیلخانہ چھٹی کے دن بند رہتا ہے اور اگر اس دن کسی مجرم کو پکڑلیا جاوے تو اسے باہر رکھتے ہیں۔ پولیس اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر سے مجرم کو کھانا وغیرہ جاسکتا ہے۔ ملاقات بھی خویش واقارب کرسکتے ہیں مگر جب جیل کا دروازہ کھلا اور وہاں داخل کردیا تو سب رعایتیں ختم ہوجاتی ہیں تو اگر یہ شخص گنہگار ہے اور مستحق جہنم ہے، اس مہینہ میں مرجائے تو ختم رمضان تک تو کم ازکم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

حدیث کا دوسرا مطلب :- حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے، رمضان میں نیکی کے دروازے

کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے داخلہ کے لئے دروازے اعمال صالحہ ہی تو پیدا کئے ہیں ہر نیکی کے بدلہ ستر نیکیوں کے برابر ثواب ہے ہر رات آواز آتی ہے غیب سے کہ دیاباغی الخیراقبل۔ اے خیر اور بھلائی کی آرزو اور طلب رکھنے والے آگے بڑھ۔ یہی وقت ہے نیکی کا۔ ایک دفعہ استغفار کر تسبیح پڑھ۔ نماز پڑھ لے، اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کردے۔ ویاباغی الشراقصر۔ اور اے شر کے طلبگار ذرا پیچھے ہٹ جاؤ، ذرا ٹھہرجا۔

شیاطین قید ہونے کے باوجود گناکیوں صادر ہوتے ہیں:- رمضان سے پہلے اگر ایک شخص چوری، قتل، جوا، زنا اور دیگر گناہ کرتا ہے تو الزام شیطان پر لگاتا ہے کہ اس کے ورغلانے کی وجہ سے گناہ ہوا مگر یاد رکھئے رمضان میں تو یہ الزام اس پر نہیں لگاسکتے کہ اسے تو رمضان کے آتے ہی ہتھکڑیاں لگ جاتی ہیں اور اس کو سمندر کی تہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ "صفدت الشیٰطین ومردۃ الجن" میں نے دیکھا کہ پہلی ہی رات سے مساجد بھر گئیں، لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف ہوگیا۔ لاکھوں مواعظ سے اتنا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آتے ہی لوگوں میں تبدیلی آجاتی ہے اور اللہ کی طرف عبادات اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہوجاتے ہیں مگر گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید ہوجاتے ہیں۔ مگر جس مرد وعورت کا رمضان بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہوا تو سمجھ جائیے کہ اس میں رتی بھر بھی ایمان نہیں، وہ خود شیطان بن چکا ہے کہ اب جب شیطان بند ہے تو کون یہ گناہ کرواتا ہے۔ خود اس کا نفس کرواتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ "ان اعدیٰ عدوک نفسک اللتی بین جنبیک" یہ تیرا نفس جو تیرے پہلو میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے۔

نفس امارہ کی کارستانیاں:- یہ نفس جب تک مطمئنہ اور لوامہ نہ بن جائے تو اس کے ہاتھوں ہلاکت کے گڑھے میں جاؤگے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو ہر چیز سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ ہر چیز نے جواب دیا کہ تو رب ہے، خالق ہے، مالک ہے اور میں عاجز مخلوق ہوں۔ مگر نفس سے جب پوچھا کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے؟ تو نفس نے جواب دیا کہ:

"انت انت وانا انا" تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ یہ نفس خبیث کا جواب تھا، آج بھی نفس کا اثر ہے کہ کہا جاتا ہے کہ میں ایسا ہوں، نواب ہوں، خان ہوں، پٹھان ہوں، میری پوزیشن کا کوئی جواب نہیں؟ میرے ساتھ کون مقابلہ کرسکتا ہے؟ میں تو لعل وجواہر ہوں۔ الغرض شیطان کے بند ہوتے ہوئے بھی یہ بددیانتی اس سے نفس ہی کرواتا ہے گویا اس کا نفس اب شیطان بن گیا ہے۔

ایک عجیب خیال :- اور اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے اس ملک میں انگریز تھا تو ہم اپنی بددینی کو اس پر ڈالتے تھے کہ غلام ہیں اس لئے اسلام کو جھنڈا سربلند نہیں کیا ۔ اس لئے اسلامی قانون نہیں چل رہا ، مگر اب تو ہم کافی عرصے سے آزاد ہوئے ہیں ، غلامی نہ رہی تو ہمیں کون اسلام اور قوانین سے روک رہا ہے ۔ اب یہ لوگ کیوں بددین ہیں بلکہ اس حالت سے بھی بڑھ چکے ہیں ۔ گویا اب تو یہ خود انگریز بن گئے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ غلامی کے دور میں اگر لوگ کوتاہی کرتے ہوئے مرے ہیں تو شاید خدا تمھیں بخش دے کہ مجبور تھے مگر اب تو کوئی عذر نہیں چل سکے گا ۔ اس طرح شیطان جب بند ہوا تو نفس خبیث کا پنجہ پڑگیا اور جن لوگوں کے نفس میں کچھ صلاحیت تھی وہ عبادت میں لگ گئے ، دل نرم ہوگئے ، باجماعت نماز پڑھنے لگے پہلے ان پر شیطان کا تسلط تھا ، اب وہ جیل گیا تو یہ آزاد ہوئے ۔ اگر اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ جائیے کہ وہ ابلیس سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ لوگ قیامت کے دن شیطان کو ملامت کریں گے تو وہ جواب دے گا ۔

" فلا تلوموني ولوموا انفسکم " مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو میرا کوئی جبر نہ تھا ۔

تو بھائیو ! یہ انتہائی خطرے کی بات ہے کہ رمضان میں بھی ہم نماز نہ پڑھ سکیں ، اور نہ چوری ، جوا ، جھوٹ ، فریب چھوڑ سکیں ۔ ہر رات آواز آتی ہے یا باغی الخیر اقبل " اے خیر کے طالب اسباب خیر کھلے ہیں آگے بڑھ ۔ ویاباغی الشراقصر ۔ اے شر کے طلبگار اب ذرا پیچھے ہٹ جا خدا نے شر کے دروازے اور جہنم کے دروازے بند کردئیے ، تو اے شریر ذرا تو بھی اپنی شرارت چھوڑدے ، ذرا شرم وحیا خداوندکریم سے کراور برائی چھوڑ دے ۔

روزے کا اجر خاص :- رمضان کی رحمتوں میں بڑی رحمت یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ : " الصوم لی وانا اجزی بہ " روزہ خاص میرے لئے ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا ۔ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جو عاشق ہوگا وہی روزہ رکھے گا ۔ روزہ کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہوسکتا ۔ یہ غیر اللہ کے لئے نہیں ہوسکتا ۔ اس میں ریاونمود نہیں آسکتی جو روزے رکھتا ہے وہ اپنے مالک اور رب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا ہے ۔ اللہ کھاتا نہیں ، غنی ہے ، صمد ہے ، بے نیاز ہے ان تمام چیزوں سے ، تو اس کا غلام بھی انہی چیزوں کو اپناتا ہے تو اجر بھی اللہ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے ۔ جیسا کہ حاکم دربار منعقد کرکے کسی کو بلالیتا ہے اور خاص اپنے ہاتھ سے اسے تمغہ سے نوازتا ہے ۔ دوسرے وسائط اور ذرائع سے اتنی عزت نہیں ہوتی تو روزہ دار کو اتنی بڑی خوشخبری ہے کہ براہ راست حق تعالیٰ کے انعام کا مستحق بنتا

ہے۔ ایک دوسری قرات "انا اجزی بہ" کی ہے کہ میں خود اس کو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اس کی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط اور آداب کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال سے سرفراز ہوگا۔ تمام عالم کا بادشاہ، عالم کا مالک اور محبوب حقیقی جب اپنا دیدار روزے کے بدلے میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔

روزہ قیامت میں بھی ساتھ دے گا :- ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کرنے والوں کی نیکیاں اس کے بدلہ میں اصحاب حقوق لے لیں گے۔ مگر یہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کا اوروں کو علم نہیں ہوگا۔ تو جب ساری نیکیاں اوروں کو حقوق میں دے دی جائیں گی کہ ہمارے ظلم اور حق تلفی کا تو کوئی حد نہیں۔ مظلوم سب کچھ لے لے گا۔ مگر یہ روزہ اس وقت جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال بن جائے گا۔ یہ نیکی محفوظ رہے گی۔ "الصوم جنۃ روزہ ایک ڈھال ہے۔

رمضان اور نزول قرآن کا باہمی تعلق :- پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت وہی ہے جو میں نے عرض کردی کہ خدا نے اس ماہ ہمیں قرآن کا طالب بنادیا۔ یہ طالب علمی کا زمانہ ہے اور طالب العلم وہی ہے جو بھوکا ہو، پیاسا ہو، راتوں کو جاگتا ہو، ایک سو ہوکر ایک ہی طرف کار ہے، توجہ ایک طرف ہوجائے رات کو قرآن تراویح میں پڑھنا اور سننا اور دن کو اس کے سبق اور تعلیم کی لذت میں اس کے قصور میں اور اس پر عمل کرنے میں مستغرق رہنا یہ عملی تربیت ہے۔ قرآنی تعلیمات کی اس لئے روزہ ہی میں قرآن نازل کیا گیا۔ "شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" خداوندکریم نے بیت العزت سے آسمان دنیا میں اسی ماہ قرآن اتارا۔ "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" پھر بیت العزت سے نزول جو شروع ہوا وہ بھی ایک روایت کے مطابق رمضان ہی میں ہوا تو چاہئیے کہ رات دن تلاوت کا اہتمام کریں۔ رات کو ایک مرتبہ تراویح میں قرآن سننا سنت ہے اور پھر ہمارے اکابر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ تو ہر دن اور ہر رات ایک ختم فرمایا کرتے۔ ان حضرات نے رمضان کا کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ضائع نہیں کیا۔ اگر تلاوت نہ کرسکیں تو استغفار، تسبیح اور تحمید اور ذکر تو کرسکتے ہیں۔ ان امور میں غفلت نہ کریں۔

حدیث کی تشریح :- حدیث کی تشریح کے لئے تو وقت نہیں رہا۔ البتہ اس کا ترجمہ عرض ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپؐ سے ملاقات فرماتے اور جبرئیل علیہ السلام رمضان شریف کی ہر رات میں آپ سے

ملاقات فرماتے تھے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر کے معاملہ میں چلتی ہواؤں سے زیادہ تیز جاتے تھے ۔

سخاوت اور جود میں فرق :- حدیث شریف میں لفظ جود ہے ۔ سخاوت اور جود میں فرق ہے ۔ سخاوت صرف مال کی تقسیم کا نام ہے اور جود اعطاما ینبغی لمن ینبغی کو کہتے ہیں جو کہ عام ہے ۔ صرف مال دینے پر موقوف نہیں بلکہ جو شئے بھی جس کے لئے مناسب ہو اسے دیدی جائے ۔ بلاامتیاز تمام اشیاء کی تقسیم کا نام جود ہے ۔ مثلاً فقیروں کو اموال تقسیم کرنا تشنگان علوم کے لئے افاضہ علم کرنا ، گم کردہ راہوں کے لئے ہدایت کرنا یعنی ہر کام اپنے محل میں کرنا یہ ہے جود ۔

حضوراکرمؐ کی جود :- تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجود الناس تھے ۔ آپؐ ہر شخص کو وہ چیز عطا فرماتے جو اس کے مناسب حال ہوتی تو جود ایک ملکہ ہے اور سخاوت اس کا اثر ہے اور پیغمبر علیہ السلام اپنے ملکات کے اعتبار سے تمام اہل کمال پر تفوق رکھتے تھے ، پیغمبر کی سخاوت کی بھی نظیر نہیں ۔ بحرین سے ایک لاکھ روپیہ آیا نماز کے بعد سب کو تقسیم کردیا ۔ اپنے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا ۔ ایک دفعہ عصر کی نماز ادا فرماتے ہی جلد حجرہ مبارک تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لائے فرمایا یہ ٹکڑا گھر میں تھا میں نے اس لئے جلدی کی کہ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسی چیزوں کا رہنا مناسب نہیں ۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں پھولدار گدا بچھاہوا دیکھا تو فوراً واپس تشریف لے آئے حضرت ام المومنین گھبرا گئیں ۔ عرض کیا کہ حضرت کیوں واپس تشریف لے جارہے ہیں ۔ فرمایا مالی وللدنیا ہمارا دنیا سے کیا تعلق ۔ عرض کیا کہ آپ کے آرام کے لئے یہ تکیہ بنایا تو مالی وللدنیا کہہ کر فوراً تقسیم کردیا ۔ ایک خاتون بڑے اشتیاق سے ایک تہبند لائیں ۔ عرض کیا کہ حضرت آپ اسے پہن لیں ۔ حضوراکرمؐ نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور پہن لیا ۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر چھوا اور کہا یہ تو بہت عمدہ ہے دیدیجئیے ۔ آپ فوراً مکان میں تشریف لے گئے ، پرانا تہبند پہنا اور اس کو تہ کرکے اس صحابیؓ کو عنایت فرمایا ۔ لوگوں نے اس صحابیؓ کو ملامت کی تو صحابیؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے تہبند مانگا کہ اس کا اتصال آپؐ کے بدن مبارک سے ہوچکا ہے تو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے گا ۔ غزوہ حنین کے موقعہ پر بہت سے دیہاتیوں نے آگھیرا کہ کچھ عنایت فرمائیے ۔ ہم آپکا مال نہیں مانگتے آپکے باپ کا مال نہیں مانگتے ، اللہ کا مال مانگتے ہیں ۔ آپ ان کی اس گستاخانہ گفتگو سے متاثر نہ ہوئے اور نہ برامانے اور برابر مال دیتے رہے ، حتیٰ کہ ازدحام کی وجہ سے پیچھے ہٹتے ہٹتے کیکر کے درخت میں الجھ گئے فرمایا کہ اگر اس وادی کے خاردار درختوں کی مقدار میں میرے

پاس مویشی ہوتے تو سب کو تقسیم کردیتا۔ یاد رکھیں کہ اس موقع حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بارہ ہزار وقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تقسیم کردیئے۔ یہ ہے آپؐ کے شانِ جود کا ادنیٰ کرشمہ۔

حضورؐ کا تخلق باخلاق اللہ:۔ مگر رمضان شریف میں حضورؐ کا جود بہت بڑھ جاتا تھا، کیونکہ رمضان شریف میں خداوندکریم کا جود لاانتہاہی اور بے شمار ہوتا ہے تو "تخلقوا باخلاق اللہ" کی فضیلت بھی پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب خداوندکریم کی جود کی رمضان شریف میں یہ حالت کہ "الصوم لی وانا اجزی بہ" اور "من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ" جو شخص رمضان میں ایمان ویقین کے ساتھ جسۃً للہ عبادت کرے تو اس کے سابق گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں پھر اس رمضان میں لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے والوں اور عبادت گزار کو ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیتے ہیں تو پیغمبر کا جود بھی حد سے زیادہ ہوجاتا تھا اور جس طرح رب العالمین رمضان میں احسانات اور رحمت کی بارش برساتا ہے تو حضور پرنورؐ اس ماہ مبارک میں جودوکرم زیادہ فرماتے تھے، خصوصاً اس وقت جب کہ رمضان کی راتوں میں جبریل علیہ السلام آکر قرآن مجید کا دور فرماتے تھے اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن مجید کے دور کی وجہ سے علمی وعملی ترقیات ہوا کرتی ہیں اور حضورؐ کے کمالات میں جس قدر ارتقائی کیفیات جلوہ گر ہوتی تھیں، اسی قدر جود میں بھی ترقی ہوتی تھی، تاکہ یہ کمالات اپنی ذات تک محدود نہ رہیں بلکہ ساری امت کو اس سے بہرہ اندوز فرماتے تھے تو رمضان شریف میں قرآن مجید کے دور کے وقت ان ہواؤں سے جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے چھوڑی جاتی ہیں جو زندگی کا مدار ہیں اسے بھی آپ کی جود زیادہ ہوا کرتی تھی۔ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ الغرض امت کو بھی چاہئیے جو روحانی اولاد ہے کہ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے اور جودوسخا کی صفت اپنے اندر پیدا کریں تاکہ پیغمبرؐ کے نقش قدم پر چل کر نجات دارین حاصل کریں۔

(((((واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین)))))

نوٹ

مقالہ نگار و مضمون نویس حضرات توجہ فرماویں

ادارہ "الحق" آپ تمام حضرات کو یہ اطلاع دیتا ہے کہ آئندہ اپنی قیمتی نگارشات صاف خوشخط اور کاغذ کے ایک طرف ہونی چاہئیں۔ فوٹوسٹیٹ کاپی بالکل ارسال نہ فرماویں، کیونکہ اکثر اوقات وہی مضمون دوسرے معاصر رسالوں میں بھی چھپا رہتا ہے۔ چونکہ "الحق" اور دیگر تمام دینی جرائد کا حلقہ ایک ہی ہے اس لئے اس سے نہ صرف قارئین بلکہ رسالہ کی ثقاہت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ نیز مضمون "الحق" کے چھ صفحات سے زیادہ نہ ہو۔ اگر زیادہ ہو تو مضمون کی اہمیت افادیت اور تحقیق کو دیکھ کر شائع کیا جائیگا۔ (ادارہ)